حضرتِ اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحب رحمہ اللہ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہ نامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اس فیض کو تاقیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

تکالیف اُٹھانیوالوں اور قربانیاں دینے والوں کا درجہ نبی علیہ السلام نے بڑا رکھا ہے

اللہ تعالیٰ کے محبوب کی ناراضی خدا کی ناراضی ہوتی ہے

ایرانی قیادت کا اپنے انقلابیوں سے سلوک

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 43 سائیڈ B 1985 - 01 - 25)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

آقائے نامدار ﷺ نے اُن حضرات کو کہ جنھوں نے اسلام کے لیے قربانیاں دی تھیں مقرب رکھا ہے اور اُن کا درجہ ہمیشہ بلند شمار کیا ہے۔ حضرت صہیبؓ، حضرت بلالؓ، ان حضرات نے تکالیف اُٹھائی تھیں، حضرت عمار بن یاسرؓ بھی اُنھی لوگوں میں ہیں جنھوں نے یہ تکلیفیں اُٹھائیں۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی جن کی عمر بہت بڑی تھی [1] اُنھوں نے بہت طویل عرصہ اسلام کی تلاش میں تکالیف اُٹھائیں تھیں۔ اِن سب کا درجہ بڑا اور بلند رکھا ہے رسول اللہ ﷺ نے، تو قاعدہ یہی ہوا کہ جو لوگ قربانیاں دیتے رہے ہیں اسلام کی خاطر اُن کو اسلام نے عظمت کی نظر سے دیکھا ہے اور آگے تلقین کی ہے کہ اِن کو عظمت کی نظر سے دیکھا جائے۔ ویسے دُنیا میں قاعدہ یہ ہے جو کہ مُسلّمات میں سے ہے کہ جو لوگ انقلاب لائیں حکومت وہی چلاتے ہیں لیکن انقلاب لانے والے دو طرح کے ہوتے ہیں۔

اِنقلاب لانے والوں کی پہلی قسم :

آج کے دور میں کیونکہ دینی علم نہیں دینی ذہن نہیں اس واسطہ ایسی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں کہ جن کا حل مشکل

[1] ڈھائی سو برس عمر پائی : مرتب

ہوتا ہے۔ایران میں بادشاہ کے خلاف انقلاب آیا قیادت علماء نے کی، انقلاب آنے کے بعد وہاں داخلی طور پر اندرونِ ملک جو کُشت وخون کا سلسلہ شروع ہوا تھا وہ نہیں رُکا، خانہ جنگی ایک طرح کی چلتی رہی حتی کہ عراق (سے جنگ) کا محاذ کھلا۔اب یہ عراق کا محاذ کھلا ہے یا کھولا ہے ایران نے، تا کہ یہ جو (ایران میں) اندرونِ ملک ''پاسدارانِ انقلاب'' ہیں نوعمر نوخیز لڑکے بالکل پندرہ سولہ سال والے اور مسلح بھی پوری طرح، تو یہ جو حرکتیں کرتے پھر رہے ہیں یہ ٹھیک نہیں ہیں۔

ایرانی قیادت کی ''پاسداران'' کے بارے میں سوچ :

ایرانی قیادت نے سوچا کہ اِن کو اُدھر لڑائی میں لگایا جائے تو اُدھر بھیج دیا۔سُنا ہے جنت کی کنجی بھی بانٹی گئی ہے جو اُن کے گلوں میں ڈال دی گئی تھی کہ اگر تم شہید ہوگئے تو سیدھے جنت میں جاؤ گے تو پھر کہیں جا کر اندرونِ ملک امن ہوا اور داخلی طور پر وہ کشت وخون والا معاملہ نہیں رہا تو انقلاب مذہبی آیا لیکن ذہن مذہبی نہیں بنے تھے، مذہبی علم نہیں تھا معلومات نہیں تھیں، تو انقلاب لانے والے جو تھے وہی لوگ تباہی کا سبب بننا شروع ہوگئے۔

یہی کچھ بنگلہ دیش میں ہوا :

یہ بنگلہ دیش میں انقلاب آیا ''مکتی باہنی'' والے لائے لیکن ہوا ایسے کہ بعد میں یہ لُوٹ مار کرتے رہے عادی ہوگئے تھے خون خار ہوگئے تھے تو پھر یہ ڈاکہ زنی کرتے تھے وہ اِن کی عادت بن گئی تھی حتی کی (بنگلہ دیش کے سابق صدر) ضیاء الرحمٰن مرحوم کا مارشل لاء ہوا تو پھر وہ ختم ہوا ہے، تو ایک طرف تو جو آپ دیکھ رہے ہیں یہ غیر تربیت یافتہ ذہنوں کے انقلابات ہیں اُدھر کمیونزم کا جو انقلاب آیا تو اس کے بعد دونوں طرح کے لوگوں کو انھوں نے صاف کیا طویل عرصہ دو تین سو آدمی روز مارے جاتے رہے ہیں کئی سال تک، پھر جا کر رُوس میں جو انقلاب آیا تھا وہ مستحکم ہوا اور جو انقلاب لانے والے تھے (اُن کے اپنے بے لگام انقلابی ساتھی) وہ بھی واجب القتل بن گئے ان کے نزدیک، کیونکہ وہ اس چیز کے عادی ہوگئے تھے اور اگر انھیں چھوڑ دیا جاتا تو کبھی بھی امن نہ ہوتا اور کبھی بھی استحکام نہ ہونے پاتا حکومت کا۔

انقلاب لانے والوں کی دوسری قسم :

دوسری طرف وہ انقلاب ہوسکتا ہے جس کا ذہن بن چکا ہو وہ لوگ انقلاب لائیں تو پھر اُس میں یہ خرابی نہیں ہوتی، دونوں چیزیں بہت اچھے انداز میں چلتی ہیں امن بھی یہ بھی۔

آقائے نامدار ﷺ کے صحابہ کرامؓ جو انقلاب لائے اُن میں یہ خرابی نہیں تھی کہ کوئی زیادتی کے عادی ہوگئے ہوں رسول اللہ ﷺ نے تعلیم اور تلقین کے ذریعے عفوو درگزر کا درس دیا، فتح مکہ کے موقع پر آپ نے انتقام کا نہیں فرمایا بلکہ یہ فرمایا کہ تم نے میرے ساتھ جو بُرا سلوک کیا تھا تو اُس پر میں آج تمھیں ملامت بھی نہیں کرتا لاتثریب علیکم

الیوم ۲؎ اذھبو فا نتم الطلقاء تم سب کے سب آزاد ہو۔ یہ آقائے نامدار ﷺ کی تعلیمات ہوئیں تو ان کی روشنی میں چلنے اوران پرعمل کرنے کی صورت میں انسان کسی زیادتی کا عادی نہیں ہوتا بلکہ انصاف کا عادی ہوتا ہے۔

قربانیاں دینے والوں کے جذبات کا خیال :

ایک واقعہ یہاں اِس قسم کا آرہا ہے کہ ابوسفیانؓ جو فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے وہ کہیں ایسی جگہ آئے جہاں حضرت سلمانؓ بیٹھے تھے، حضرت صہیب بیٹھے تھے، حضرت بلال بیٹھے تھے رضی اللہ عنہم کچھ اور حضرات بھی تھے فقالوا تو اِن لوگوں نے ایک جملہ یہ کہا ما اُخذتْ سیوفُ اللّٰہ من عُنقِ عدوِ اللّٰہِ مأخذھا اللہ کی تلواریں ابھی خدا کے دشمن کی جس جگہ پہنچنی چاہیے تھیں اُس جگہ نہیں پہنچیں۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ کے دُشمنوں کی گردنیں ابھی بچی ہوئی ہیں ابھی تلواروں نے جہاں پہنچنا تھا وہاں ابھی تک وہ نہیں پہنچیں یہ جملہ کہا۔ تو معلوم یہ ہوتا ہے اُس وقت صلح حدیبیہ تو ہوچکی تھی اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ مسلمان ابھی نہیں ہوئے تھے یعنی فتح مکہ سے دو سال پہلے، صلح حدیبیہ کے بعد یہ واقعہ پیش آیا ہے ان کے اسلام سے پہلے۔

نبی علیہ السلام کی تربیت کا اثر :

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ان لوگوں سے اَتقولون ھذا لشیخِ قریشٍ و سیدہ تم یہ بات یہ جملہ اُس شخص کے بارے میں کہہ رہے ہو کہ جو قریش کا سردار ہے اور اُن کا شیخ ہے۔ فاتی النبیَ ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور جا کر وہاں یہ بات کی کہ ایسے ایسے ہو رہا تھا انھوں یہ جملہ کہا میں نے اُن کو اِس جملہ پر ٹوک دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یا ابابکر لعلك اغضبتھم کہیں ایسا تو نہیں کہ تم نے ان لوگوں کو خفا کر دیا ہو یہ صہیب، بلال، سلمان رضی اللہ عنہم یہ ناراض تو نہیں ہو گئے تمہارے اس کہنے سے، پھر بہت سخت جملہ فرمایا لان کنت اغضبتھم لقد کنت اغضبت ربك اگر تم نے انھیں خفا کر دیا ہے تو پھر اللہ کو خفا کر دیا ہے۔ تو یہ لوگ انقلاب لانے والے ہیں تکلیفیں اُٹھانے والے ہیں مگر انھیں جناب رسول اللہ ﷺ نے پہلا درجہ دیا ہے۔ اسی طرح حضرت عمرؓ کے دور میں ابوسفیان رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے اجازت چاہ رہے تھے اور لوگ باری باری جا رہے ہوں گے اپنے کام سے، یہ بھی ملنا چاہتے تھے اِنھیں روک دیا تھا کہ ٹھہرو بیٹھو، یہ بیٹھے رہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ آئے اور اُن کے ساتھ اسی طرح کے حضرات تھے انھوں نے کہا کہ بھئی ہمیں اجازت لے دو تو خادم ''یرفع'' نام تھا یا اور کوئی ہوگا۔ اُس نے کہا کہ وہ آئے ہیں اجازت چاہتے ہیں انھوں نے فرمایا بُلا لو، تو اِنھیں فوراً بلا لیا۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو یہ بہت محسوس ہوا مگر اسلام لا چکے

۲؎ یہاں صرف اس عمل پر قرآن پاک سے استشہاد مقصد ہے اگرچہ یہ حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ میں نازل ہوئی ہے۔ مرتب۔

تھے دل میں بھی اسلام آ چکا تھا تو انھوں نے بجائے غصہ کے یہ سوچا کہ یہ ہماری کوتاہی ہے ہمارا قصور ہے ہم اسلام میں دیر میں داخل ہوئے ہیں ہم اگر پہلے داخل ہوئے ہوتے تو ہمارا مقام حضرت عمرؓ کی نظر میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے بڑا ہوتا ۔حضرت بلال رضی اللہ عنہ جو غلام رہ چکے تھے جن کا یہ لوگ مذاق اُڑاتے تھے تکلیفیں پہنچاتے تھے ان کا مقام اتنا ہے کہ وہ آتے ہیں تو ان کو فوراً اجازت دے دی اور ہم آتے ہیں تو ہمیں فرماتے ہیں کہ ذرا ٹھہرو اور ہم انتظار میں بیٹھے ہیں، اپنے ساتھیوں سے انھوں نے کہا کہ یہ غلطی ہماری ہے ۔تو آقائے نامدار ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا **لان کنت اغبضتھم لقد اغضبت ربك** یعنی یہ سمجھو کہ اگر وہ خفا ہو گئے ہیں تو تم نے گویا خدا کو خفا کر دیا۔

اللہ کے محبوب کی ناراضی اللہ کی ناراضی ہوتی ہے :

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے محبوب جو ہوتے ہیں اُن کو ناراض کرنے سے خدا ناراض ہو جاتا ہے ۔تو اس سے دوسری بات بھی نکالی جاسکتی ہے کہ اُن کی رضامندی خدا کی رضامندی کی علامت ہوتی ہے کہ اِس بندے سے اللہ تعالیٰ خوش ہیں ۔ کیونکہ یہ بہت بڑا جملہ تھا جو جناب رسول اللہ ﷺ کی زبانِ مبارک سے نکلا تھا اس لیے حضرت ابو بکرؓ فکرمند ہوئے فوراً پہنچے اور جا کر کہا **یا اخوتا اغضبتکم** کیا تم لوگ میری بات پر خفا ہو گئے تھے، انھوں نے کہا کہ **لا یغفر اللّٰہ لك یا اُخی** اُن میں سے ایک نے کہا کہ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے یعنی عفو و درگزر سے نوازتا رہے یا یہ غلطی اگر تھی تو اللہ اِس کو معاف کرے ہم میں سے کوئی خفا نہیں ہے ۔تو اسلام نے اُن لوگوں کا جنھوں نے پہلے اسلام قبول کیا بڑا درجہ رکھا ہے **السابقون الاولون من المھاجرین والانصار** ان کا درجہ بڑا ہے اور بعد میں آنے والوں کا بعد کا درجہ ہے ۔اسلام نے اِن حضرات کو وہاں بھی بلند مقام دیا ہمیں بھی بتایا کہ ہم یہی عقیدہ رکھیں ۔

صحابہ کرامؓ پر زبان درازی سے بچنا چاہیے :

اس واسطہ صحابہ کرامؓ کے اُوپر زبان درازی جائز ہی نہیں منع رہی ہے، تو صحابہ کرامؓ کی چونکہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے تعریف کر دی ہے تو اس واسطہ وہ سارے کے سارے مستند اور معتبر شمار ہوتے ہیں ۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو آخرت میں اِن کا ساتھ نصیب فرمائے ۔آمین ۔اختتامی دُعاء.....................